نظرات

عید میلاد الرسولؐ اور ہمارا فرض

اس سال بھی حسب روایت سرکاری اور عوامی سطح پر میلاد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے اہتمام سے منایا گیا اور اس سلسلے میں مختلف مقامات پر رسول کریمؐ کی مبارک زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی بھی ڈالی گئی۔ رسول کریمؐ نے جیسا کہ قرآن مجید نے کہا ہے، گم کردہ راہ انسان کو منزل کا پتہ دیا اور انسانی معاشرے کو مثالی بنانے کے لئے سب سے پہلے خدا اور انسان کے ٹوٹے ہوئے رشتے کو استوار کیا۔ اس لئے کہ اسلامی دعوت کا بنیادی نکتہ خدا کی ذات ہے، جس سے تعلق قائم کئے بغیر انسان کی شخصیت میں ٹھہراؤ پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ نے زندگی کے بارے میں نہ صرف انسان کے نقطہ نظر کو بدلا، بلکہ نئے نصب العین تک پہنچنے کے لئے اپنے پاکیزہ عمل سے انسان کی قدم بہ قدم رہنمائی بھی فرمائی۔ انسان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے یا ان کی صحیح سمت متعین کرنے کے لئے آپ نے اسے تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ کیونکہ یہی ایک راہ ہے جس پر چل کر آدمی اپنی داخلی اور خارجی مشکلات پر قابو پا کر ایک نئے انسان کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ جو آدمی دوبار پیدا نہیں ہوتا، وہ خدائی مملکت میں داخل نہیں ہو سکتا، دوسری پیدائش سے مراد انسان کا تاریکی سے روشنی کی طرف آنا ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا کہ رسول کریمؐ انسان کو تاریکی سے روشنی میں لا رہے ہیں، نیز یہ کہ آپ لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور یوں انہیں پاکیزہ بناتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حق اور سچائی کی دریافت ہی انسان کو نئی زندگی عطا کرتی ہے جسے قرآن مجید نے 'حکمت' کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ رسول کریمؐ نے نہ صرف اہل مکہ کو قرآن مجید، حقائق قرآن اور اسرار حیات سے آگاہ کیا بلکہ ان کی تربیت کرکے ان حقائق کا مشاہدہ بھی کرایا۔ جس کے نتیجہ میں مدینہ منورہ میں ایک پاکیزہ، خدا ترس معاشرہ وجود میں آیا جو محبت، اخوت، مسئولیت اور انصاف کے گہرے شعور سے بہرہ ور تھا۔ اس معاشرہ کی تخلیق میں ان لوگوں نے حصہ لیا، جنہوں نے اپنے قیام مکہ میں آغوش نبوت میں تربیت پائی تھی۔

چنانچہ آج اسی قسم کے مثالی معاشرے کو دیکھنے کی تمنا ہماری عزیز ترین تمنا ہے، جسے بروئے کار لانے کے لئے ہمیں از سر نو اپنے نظام تعلیم و تربیت کا جائزہ لینا ہوگا، اور یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم جس تعلیم کے سانچے میں ڈھل کر باہر آرہے ہیں، کیا وہ ہمیں بلند نصب العین عطا کرتا ہے یا ایناولولہ، عزم، صبر و تحمل، ضبط و نظم اور ذوق عمل سے نوازتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں، کہ ہم نے نیک تمناؤں کے ساتھ ابتدائی تعلیم سے لے کر دانش گاہ تک اسلامیات کا مضمون بھی رکھا۔ لیکن اس بات سے بھی مجال انکار نہیں کہ تعلیم و تربیت سے وابستہ مقاصد پورے نہیں ہوئے۔ اخلاقی بے راہروی ایک ایسی برائی ہے جو ہر شکل اور صورت میں مکروہ تصور کی جاتی ہے۔ لیکن جب اخلاقی قدریں تعلیمی اداروں میں راہ نہ پاسکیں تو یہ امر انتہائی افسوس ناک شمار کیا جاتا ہے۔ استاذ اور طالبعلم کا یہ مقدس رشتہ، کہ لوگ باوضو ہوکر اپنے استاذ سے ملنے جاتے تھے، آج افسانہ بن کر رہ گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خراسان میں سرکاری مدارس کے افتتاح پر علماء نے صف ماتم بچھائی تھی کہ آج علم کی حرمت پر حرف آگیا ہے، لیکن آج ہمیں استاذ شاگرد کے مقدس رشتے کے ٹوٹنے پر ماتم کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس سے تعلیم اور اخلاق دونوں انحطاط کا شکار ہوئے۔ مادی اغراض، ہوا و ہوس اور نام و نمود کی فضا میں

علم اور اخلاص کا سر بلند ہو تو کیسے ؟ رومی نے اسی لئے کہا تھا کہ جب علم کا مقصد تزکیہ قلب ہوتا ہے تو وہ انسان کا رفیق بنتا ہے لیکن جب اس کا رجحان جسم کی طرف ہوتا ہے تو پھر وہ وبال جان اور سانپ بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس مبارک تقریب پر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اسلامیات اور تاریخ اسلام سے متعلق پڑھائی جانے والی کتابیں کس حد تک علمی ہیں، اور کہاں تک ہمارے مقصد کو پورا کرتی ہیں ؟ اس کے بعد ان مضامین کے اساتذہ کی علمی اور تدریسی خدمات کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ اس بات سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو کہ نظام تعلیم و تربیت کا بے لاگ جائزہ لئے بغیر مثالی معاشرہ کی تخلیق کا خواب ادھورا رہے گا۔ دانش گاہوں میں بورڈز برائے اعلیٰ تعلیم اور قومی تعلیمی کونسل اس سلسلہ میں مثبت قدم اٹھا سکتے ہیں۔

اس مبارک تقریب کا دوسرا تقاضہ یہ ہے کہ ہم رسول کریمؐ کی سیرت طیبہ پر مستند کتابیں لکھوائیں تاکہ انسان اپنے موجودہ مسائل میں سیرت رسولؐ سے روشنی حاصل کرسکے۔ ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہونا چاہئے کہ اگر آج رسول کریمؐ بنفس نفیس ہم میں تشریف فرما ہوتے تو انسان کو جنگ سے بچانے اور اقتصادی نا ہمواری کو ختم کرنے کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار فرماتے ؟ غرض کہ وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت آپ کی سیرت طیبہ لکھی جائے۔ اس سے تعلیم و تربیت کا مقصد بھی پورا ہوگا، اور بین الاقوامی مسائل کے سلجھانے میں ہمیں اپنا کردار ادا کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ ورنہ بلند بانگ دعوؤں سے کبھی کسی کو منزل نہیں ملی۔ بلکہ سنجیدگی سے ہماری یہ رائے ہے کہ ہمیں کچھ وقت کے لئے اپنے دعوؤں اور تقریروں سے یک قلم دستبردار ہوکر خاموش ہوجانا چاہئے، تاکہ پوری دلجمعی اور سکون سے ضمیر کی آواز کو جو خارجی شور و غل میں دب کر رہ گئی ہے، سن سکیں اور اپنی داخلی اصلاح کے لئے ایک نئے عزم کے ساتھ کوئی قدم اٹھائیں۔ عید میلاد الرسولؐ کی تقریب پر اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے، تو یہ ہم سب کے لئے ایک نیک فال ہوگی۔

— — — —